تعارف وتجزیہ

پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر☆

'نقوشِ سیرت' کا علمی مطالعہ

پاکستان کے معروف محقق پروفیسر ڈاکٹر شیر محمد زمان چشتی کے سالہا سال کے مطالعہ اور علمی تجربہ کا نچوڑ 'نقوشِ سیرت' ہے جو ۲۴۳ صفحات پر مشتمل ہے۔ خوبصورت جلد میں یہ کتاب نہایت دیدہ زیب ہے۔ ۲۰۰۷ء میں اسے 'پروگریسو بکس' اُردو بازار لاہور نے شائع کیا ہے۔

کتاب کی ابتدا میں ملک کے معروف سکالر اُستادِ محترم پروفیسر ڈاکٹر خالد علویؒ، معروف ادیب اور عربی زبان کے فاضل اجل پروفیسر ڈاکٹر خورشید رضوی اور ممتاز دانش ور پروفیسر عبدالجبار شاکر کے تبصرے ہیں جو ۳۸ صفحات تک ہیں۔ تینوں فضلا نے اس کتاب پر نہایت علمی اور مفصل انداز میں تبصرے کیے ہیں۔①

ص ۳۹ پر 'عرضِ مؤلف' کے عنوان سے صرف ایک ورق لکھا گیا ہے۔ اس میں صاحب کتاب کی منکسر مزاجی ملاحظہ ہو:

> ''احباب کی محبت نے جانا کہ شاید ان کی طرح کچھ اور اہل درد بھی ان کلمات کی شکستگی کو گلے لگا لیں؛ پر اپنی کم مائیگی کو سر بازار لانا دیوانگی کا تقاضا کرتا ہے۔ نصیبوں والے ہی ایسے جنوں سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔ 'فرزانگی' کا حجاب اوڑھنے والوں، دنیا کی طرف دیکھنے والوں، میں یہ جسارت کہاں سے آئے!...... اس کشمکش میں انجامِ کار احباب کے خلوص اور اس ناچیز کے بارے میں ان کی حسن ظنی کی فتح ہوئی۔''②

یہ کتاب تین حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلا حصہ ''آنچہ خوباں ہمہ دارند، تو تنہا داری'' کے زیر عنوان چار مقالات پر مشتمل ومحتوی ہے۔ دوسرے حصہ 'سیرت نگاری کے دو مناہج' میں دو

☆ ڈائریکٹر سیرت چیئر...... دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور

① پروفیسر ڈاکٹر شیر زمان، نقوشِ سیرت، (پروگریسو بکس اردو بازار لاہور، ۲۰۰۷ء) ص ۱۳، ۳۸

② ایضاً ص ۳۹، ۴۰

www.KitaboSunnat.com

مقالات شامل ہیں جب کہ تیسرے حصہ 'اُردو میں سیرت پر چند حالیہ تصانیف' میں تین مقالات شامل ہیں، آخر میں اسماء الرجال، اسماے اماکن اور اسماے کتب کی فہارس کے ساتھ اشاریہ مرتب کیا گیا ہے۔

کتاب کی چند خصوصیات

یہ کتاب بہت سی خوبیوں سے مزین ہے جن میں سے ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں سیرتِ نبویؐ اور اسلام کے حقائق کو ہمارے دور کے لیے نمونہ ثابت کرتے ہوئے ہر مقام پر کوئی نہ کوئی پیغام دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے معاہدے کا ذکر کرتے ہوئے لکھا گیا ہے:

> ابو جندل کو رسول اللہ ﷺ نے معاہدے کے دوران ہی قریش کے سفیر سہیل بن عمرو کے حوالے کر دیا، کیونکہ یہ طے ہو چکا تھا۔ ہم نے بھی ایک عہد کیا جس کی صداے بازگشت ہمارے بچوں، بوڑھوں، مردوں، عورتوں کی زبان کا وِرد ہوگئی۔ ''پاکستان کا مطلب کیا: لا الہ الا اللہ'' کا نعرہ قریہ قریہ، گاؤں گاؤں گونجا۔ پینتیس برس ہوئے رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔ ستائیسویں کی مبارک شب کہ ربِّ جلیل نے ایک مردِ عظیم کے ہاتھوں اپنا وعدہ پورا فرما دیا۔ ہمارے حصے کی شق باقی رہی، کیا ہم اپنا قرض اُتار چکے؟ ہم نے ارضِ پاکستان کو لا الہ الا اللہ کا جیتا جاگتا نقشہ بنانے میں کہاں تک پیش رفت کی؟ ہماری انفرادی و اجتماعی زندگی پر کہاں تک اخلاقیات و تعلیماتِ محمد ﷺ کا رنگ چڑھا۔ (۳)

اُسلوبِ نگارش

اندازِ نگارش میں عجیب چاشنی ہے۔ بطورِ مثال:

> اعلانِ نبوت کا دسواں سال ہے۔ ابو طالب رخصت ہوئے پھر سیدہ خدیجہؓ نے بھی داعیٔ اجل کی پکار پر عین منجدھار میں اس رفیقؐ کی رفاقت توڑ دی جسے کملی اُڑھا اُڑھا کے بارِ نبوت اٹھانے کی تشفیاں دی تھیں۔ عم نصیر بھی گیا، رفیق وزیر بھی رخصت ہوا۔ مصائب آندھیاں بن گئیں۔ یہ پیغمبر ﷺ ہے کہ اپنی دُھن میں تن من دَھن اسی طرح دعوت کی راہ میں لٹانے کو تیار۔ (۴)

---

(۳) ایضاً، ص۴۴، ۴۵
(۴) ایضاً، ص۵۲

www.KitaboSunnat.com

علمی ولغوی مباحث

مصنف نے دوسرا مقالہ ''محمد رسول اللہ ﷺ: نبی ُرحمت وعزیمت'' کے عنوان سے لکھا ہے۔اس میں کئی علمی اورلغوی نکتے بیان کیے گئے ہیں۔ ملاحظہ کیجئے:

''بے محل نہ ہوگا اگر یہاں اس نکتے کی بھی صراحت کردی جائے کہ اللہ تعالیٰ کے بیشتر صفاتی نام انسانوں اور دیگر مخلوق کے لیے بھی استعمال ہو سکتے ہیں۔ مثلاً رحیم کو لیجیے، یہ اسم قرآن مجید میں ہی رسولِ کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس کے لیے بھی استعمال ہوا ہے۔حضور ﷺ کی مؤمنین کے لیے شفقت اور رافت و رحمت کے بارے میں ارشادِ ربانی ہے:﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾⑤ اس آیتِ کریمہ میں ربّ ِرحیم کے دو صفاتی ناموں رؤف اور رحیم کا استعمال حضور ﷺ سرورِ کائنات کے لیے فرمایا گیا ہے۔ رحیم کی جمع رُحماء ہے جس کا استعمال حضور ﷺ کے اصحابؓ کے لیے ہوا ہے: ﴿مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ﴾⑥

اَحَد کا کلمہ سورۃَ اخلاص کی آیت نمبرا میں ذاتِ باری کے لیے اور آیت ۴ میں 'کفواً' کی صفت کے طور آیا ہے۔اس کلمہ سے مؤنث کا صیغہ اِحدٰی قرآنِ کریم میں جا بجا استعمال ہوا ہے۔ خالق کا لفظ کسی ادب پارے یا فن پارے کی تخلیق کرنے والے کے لیے عام بولا جاتا ہے۔ حکیم، حلیم، عظیم، متین، رفیع، شکور، ظاہر، حاکم......علیٰ ہذا القیاس ربّ ِکریم کے بیسیوں صفاتی ناموں کا استعمال انسان یا دیگر مخلوق کے لیے بھی ہوتا ہے۔''⑦

مزید لکھتے ہیں:

''آپ ﷺ کی رحمت کا فیض بلا قیدِ زمان، عالم حاضر و عالم مستقبل، ہر زماں اور اہل زماں کے لیے جاری ہے۔ دوست کی دوستی، جاں نثار کی جاں سپاری، صاحبِ خیر وخلوص کی غم گساری، اعداے کینہ پرور کا عناد، مجوسی و صابی کا فساد، خاکی کا عجز، عالی کا فخر، ابلہ کی سادہ لوحی، جینیس کی عبقریت، غریب کی غربت، قریب کی قربت...... ہر کیفیت میں محمد مصطفی ﷺ کی رحمت کا در کشادہ، فتح مکہ کے جلال و جبروت میں محمد عربی ﷺ کی قوت وسطوت اور شان

⑤ التوبہ:۱۲۸ ⑥ الفتح:۲۹ ⑦ نقوشِ سیرت، ص۶۴

www.KitaboSunnat.com

وشکوہ ہو یا بازارِ طائف کا انبوہ، اور اس میں لہولہان بے بس پردیسی کی بے چارگی، ہر عالم میں رحمت محمدی ﷺ کی شان میں، آن بان میں، نہ کمی نہ تغیر اور کیسے ہو کہ ﴿وَرَحۡمَتِي وَسِعَتۡ كُلَّ شَيۡءٖ﴾ ⑧ شہنشاہِ ربّ العالمین نے خود محمد عربی ﷺ کو رحمتہ للعالمین کے تاج سے سرفراز فرمایا۔ یہی عالمین کے کلمہ کی حکمت و جامعیت ہے۔‘‘ ⑨

’’آج اکنافِ عالم میں اُمت ِمسلمہ گھمبیر مسائل میں ہی گرفتار نہیں، اس کا تشخص اور وجود بھی معرضِ خطر میں ہے۔ یہ ’’اسلام خطرے میں ہے!‘‘ کا روایتی نعرہ نہیں بلکہ ہمارے گرد وپیش کی ایک معروضی حقیقت ہے۔ شرق وغرب، دائیں اور بائیں کی نظریاتی جنگ، اشتراکیت وشیوعیت اور مغربی سرمایہ دارانہ جمہوریت کی سرد جنگ ٹھنڈی ہو چکی ہے۔ نیو ورلڈ آرڈر کے پالیسی ساز بین الاقوامی بساط پر اپنی عملی سیاست اور دسیسہ کاری سے اور Huntington جیسے دانش ورنظریہ ساز اپنی تحریروں میں یہ پیغام دینے میں کسی اِخفا، اِیما یا اِبہام سے کام نہیں لے رہے کہ ان کا ہدف ’اسلامی بنیاد پرستی‘ (Islamic Fundamentalism) ہے۔‘‘ ⑩

آج سے تقریباً ۶۵ برس پہلے جنوبی ہند کے ایک دردمند مسلمان کے نام اپنے خط میں حکیم الامت علامہ اقبالؒ نے لکھا تھا:

"I am glad to hear that the Prophet's Birthday invoked great enthusism in South India. I believe the personality of the Prophet is the only force which can bring together the scattered forces of Islam in this country". ⑪

نقوشِ سیرت کا مرکز و محور؛ اطاعتِ رسول

کتاب کے تیسرے مقالہ کا موضوع ’اطاعت ِرسول : فوز و فلاح کا ذریعہ‘ ہے۔ یہ ان صدارتی کلمات پر مشتمل ہے جو شیخ زاید اسلامک سنٹر پنجاب، لاہور میں منعقدہ ’سیرتِ رحمت کائنات‘ منعقدہ ۱۶؍مئی ۲۰۰۲ء میں پڑھے گئے۔ فرماتے ہیں:

’’رسول اللہ ﷺ ہمارے آقا و مولا پر ایمان ہی یقیناً دنیا اور آخرت میں نجات کا باعث ہے۔ سرخ روئی کا ذریعہ ہے، فلاح اور کامیابی کا وسیلہ ہے، اس کے بغیر سب کچھ نامکمل ہے۔ حکیم

⑧ الاعراف:۱۵۶ ⑨ نقوشِ سیرت، ص۲۶، ۲۷

⑩ ایضاً، ص۷۵ ⑪ ایضاً، ص۷۶

www.KitaboSunnat.com

الامت علامہ محمد اقبالؒ کے الفاظ میں ہم تمام زہد وتقویٰ کے باوجود، سب علم وفضیلت کے باوجود، حضور ﷺ کی ذاتِ گرامی کے ساتھ محبت واطاعت کا تعلق قائم نہ کرسکیں تو سچی بات یہ ہے کہ سبھی کچھ بے کار ہے۔''⑫

مزید اس طرح رقمطراز ہیں:

''صداقت کبھی پرانی نہیں ہوتی، سچائی کبھی باسی نہیں ہوتی، خواہ اسے لاکھوں بار دہرایا جائے۔ یہ مصرع ''اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر'' کبھی اپنی حقیقت کھو نہیں سکتا۔ آج ہم اپنے اِرد گرد مسلمان کی خواری، تذلیل اور بے بسی کے جو شرمناک منظر دیکھ رہے ہیں، ان کی وجہ ترکِ قرآن اور حبِ رسول ﷺ کا فقدان ہے۔''⑬

مغرب کے لوگوں کے نظریہ کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

ان کے نزدیک اب واحد ہدف اسلام ہی ہے۔ وہ تہذیبوں کی آڑ میں یہ سب کچھ کہتے ہیں اور ہم ان کی Duplicity کا رونا روتے ہیں کہ وہ دہشت گردی کی تعریف ایک جگہ پر کچھ اور کرتے ہیں، دوسری جگہ کچھ اور کرتے ہیں۔ یہ ہماری اپنی سادہ لوحی ہے۔ ہمارا اپنا ابلہ پن ہے کہ ہم نہیں پہچانتے کہ وہ تہذیبوں کے تصادم کا اعلان کرچکے ہیں تو آپ ان سے یہ توقع کیوں کرتے ہیں کہ وہ فلسطین کے بارے میں بھی وہی پالیسی اختیار کریں، اسرائیل کے اندر اسرائیلی دہشت گردی کو بھی اسی نظر سے دیکھیں جس نظر سے وہ کسی مسلمان ملک میں، یا کسی بھی مسلمان تنظیم یا فرد کی طرف سے ظاہر ہونے والی دہشت گردی کو دیکھتے ہیں۔⑭

آپ کے چوتھے مقالے کا عنوان ''اسلامی فلاحی ریاست: اُسوۂ حسنہ کی روشنی میں'' ہے۔ یہ مقالہ وزارتِ مذہبی اُمور کی قومی سیرت کانفرنس میں پیش کیے گئے مقالات پر تبصرہ ہے۔ فرماتے ہیں:

مناسب ہوگا کہ گفتگو کے آغاز میں ہی ایک اہم نکتہ کی تصریح کردی جائے۔ دورِ جدید میں فلاحی ریاست کی متعدد تعبیریں کی گئی ہیں، ان نظریات اور اصطلاحی تعریفوں کی تفاصیل کا یہ موقع نہیں۔ نہایت اختصار سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ ریاست کے شہریوں کی تمام ضروریات کی فراہمی اور مادی بہبود ان کا مرکزی نقطہ ہے۔ خوراک، لباس، رہائش، تعلیم، صحتِ عامہ وغیرہ سب اس کے دائرہ میں آتے ہیں۔ اس فلاحی تصور کے یہ سب عناصر اسلامی ریاست کے

⑫ ایضاً، ص ۶۵ ⑬ ایضاً، ص ۸۸ ⑭ ایضاً، ص ۹۳

www.KitaboSunnat.com

نمایاں ارکان بھی ہیں۔ اس ضمن میں کوئی فرق ہے تو یہی کہ مغرب میں ان تصورات کی تاریخ زیادہ سے زیادہ تین سو سال پرانی ہے اور اس کا عملی نفاد تو ماضی قریب کی بات ہے۔ سویڈن، ناروے، ڈنمارک اور برطانیہ کے نام بطورِ مثال لیے جا سکتے ہیں مگر اسلامی تاریخ میں یہ نظام خلافتِ راشدہ میں ہی مستحکم ہو چکا تھا۔ حضرت عمر فاروقؓ کا یہ مشہور قول کہ ''فرات کے کنارے پر کوئی کتا بھی بھوک سے مر جائے گا تو عمرؓ سے اس کی پرسش ہوگی۔'' فلاح کے ہمہ گیر اور آفاقی نظریہ کی وضاحت کرتا ہے۔ مزید برآں انسان کی حقیقی فلاح کا تعین اسلامی معاشرہ میں قرآن وسنت کی قائم کردہ حدود و قیود کی حفاظت میں ہے۔ سیکولر نظام کی یہ آزادی یہاں نہیں کہ جس چیز کو پارلیمنٹ جائز قرار دے، وہی نافذ العمل ٹھہرے گی۔ اس نظریہ کے اِبطال کے لیے مغربی پارلیمانی اداروں کے بعض ایسے حالیہ قوانین کا حوالہ دیا جا سکتا ہے جن کا صراحت سے ذکر بھی اس مجلس کے تقدس کے خلاف سمجھتا ہوں۔ ⑮

آخر میں لکھتے ہیں:

آیئے اس تاریخ ساز دن میں اپنے آپ کو پاک کرنے کے عزم میں اہل پاکستان کی قیادت کیجیے کہ ہم ظلم بے انصافی، بد دیانتی، فرض سے بے پروائی اور کوتاہی، قومی امانت میں خیانت، مسرفانہ شان وشوکت، اور زبانوں، صوبوں، فرقوں جیسی ناحق بنیادوں پر مبنی منافرت کے راستے چھوڑ کر عدل و انصاف، سادگی اور سچائی، اسلامی اخوت و محبت، اتحاد، معاشرتی مساوات، اور حق کے لیے ہر مشکل میں انفرادی واجتماعی جہاد کا وہ شعار اپنائیں جو اس ملت کی پہچان ہے۔ جس نے اپنی عقیدتوں اور محبتوں کو فخر انسانیت محمد ﷺ کے نام کر دیا ہو اور اِمارت، سیاست، جھوٹی بڑائی اور سرداری، منصب اور مال کی نمائش، جَور و جفا، ظلم وتشدد کے پٹے کی بجائے سرورِ کائنات ﷺ کی غلامی کا مرصع ہار اپنی شخصیتوں کی زینت بنا لیا ہو۔ علماے کرام اور قائدین عوام کو نفاذِ شریعت اور استحکامِ جمہوریت کے نعرے مبارک، مگر خدارا اپنی مثال، اپنے نمونے، اپنی شیریں بیانی اور اپنی شعلہ مقالی کے ساتھ اہل پاکستان کو ان محمدی صفات (علی صاحبها الصلوة والتسلیم) کی طرف بھی دعوت دیجیے جو اس ملت کی سچی فلاح کے لیے مضبوط بنیاد اور اقوامِ عالم کی صف میں 'پاکستانی' کے لفظ کے لیے سچے احترام کی ضمانت مہیا کرتی ہے۔ ⑯

---

⑮ ایضاً ص ۱۰۰، ۱۰۱ ⑯ ایضاً ص ۱۱٦

www.KitaboSunnat.com

'سیرت نگاری کے دومناہج' کے عنوان کے تحت تین مقالات تحریر کیے ہیں۔ پہلے میں 'خطباتِ رسول ﷺ' کے عنوان سے لکھا ہے جبکہ دوسرے عنوان 'سیرت نگاری، قرآن کی روشنی میں'، دو کتب پر تبصرہ فرمایا ہے جو دراصل الگ الگ معلوماتی مقالے ہیں۔⑰

عنوان 'خطباتِ رسول اللہ ﷺ' میں ڈاکٹر محمد میاں صدیقی کی تالیف 'خطباتِ رسول ﷺ' پر نہ صرف تبصرہ ہے بلکہ ۲۰ صفحات پر مشتمل ایک معلومات افزا مقالہ بھی ہے۔ جس تبصرہ میں اس کتاب کے علاوہ خطباتِ رسول ﷺ پر لکھی ہوئی دیگر کتب کا مختصر تعارف اور ناقدانہ تبصرہ بھی ہے۔ علاوہ ازیں بعض مستشرقین کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کا تذکرہ ہے۔

Bennett اور Browne کی کتاب Thus spoke the Holy Prophet (یوں ارشاد فرمایا نبی پاک ﷺ نے) بطورِ مثال پیش کی جا سکتی ہے جس کا عنوان صراحتاً بتا رہا ہے کہ گفتہ ہائے نبی کریم ﷺ ہی اس کا موضوع ہیں۔ بایں ہمہ اس کے دیباچہ کا پہلا جملہ ہی یہ ہے:

"This volume comprises gleanings from the Holy Qur'an and the Traditions of the Holy Prophet of Islam".

''اس جلد میں قرآن پاک اور احادیثِ نبویؐ کا انتخاب شامل ہے''۔⑱

فرماتے ہیں:

اس واضح عنوان کے باوجود ۱۵۸ صفحات کی اس کتاب کا اکثر و بیشتر حصہ قرآنِ مجید کی منتخب آیات کے انگریزی ترجمے پر مشتمل ہے۔⑲

بالکل یہی صورت حال سٹینلے لین پول (Stanley Lane Poole) کی مرتب کردہ کتاب کی ہے جسے "The Table-talk of Prophet Muhammad" کا عنوان دیا گیا ہے۔ 'انٹروڈکشن' کے اختتام پر جس حصے کا آغاز ہوتا ہے اسے "The Speeches at Makkah" کا ذیلی عنوان دیا گیا ہے۔ (سٹینلے لین پول)⑳

اسکے بعد آنے والے حصے کا ذیلی عنوان "The Speeches at Madina"㉑ ہے۔

---

⑰ ایضاً، ص ۱۲۱ ⑱ ایضاً، ص ۱۲۵ ⑲ ایضاً، ص ۱۲۶
⑳ ایضاً، ص ۳۹، ۱۱۹ ㉑ ایضاً، ص ۱۲۳، ۱۴۵

www.KitaboSunnat.com

ان گمراہ کن عنوانات کے تحت ذیلی عنوانات کے ضمن میں جو کچھ لکھا گیا ہے، وہ سب قرآنِ کریم کی مختلف سورتوں سے منتخب آیات کا انگریزی ترجمہ ہے۔

آخری حصے کا ذیلی عنوان The Table-talk of Prophet Muhammad [۴۲] ہے۔ اس حصّے کا مواد احادیث و سیرت سے ماخوذ معلوم ہوتا ہے، اگرچہ اس حصے میں پچھلے اجزا کے برعکس حوالے نہیں دیے گئے۔ واضح رہے کہ یہ دونوں مصنّفین اسلام کے خلاف تعصب اور بغض وعناد کے لیے معروف نہیں ہیں۔ بلکہ لین پول کا شمار بجا طور پر اسلامی تاریخ وثقافت سے ہمدردی رکھنے والے مصنّفین میں ہوتا ہے اور سلطان صلاح الدین ایوبی پر ان کی کتاب ایک معرکہ آرا چیز ہے۔ جہاں یہ اُلجھن اِرادی نہیں، وہاں اس کا باعث قرآن کے بارے میں اہل مغرب کا وہ ناقص تصور ہے جو مسیحی برادری کے نزدیک بائبل(Bible)، بالخصوص عہد نامہ جدید (New Testament) کی اناجیل اربعہ(Gospels) کی اِلہامی حیثیت سے پیدا ہوتا ہے۔[۴۳]

اس طرح مسلم فاضل مصنّفین کا حال ہے۔ جناب شمس بریلوی کی فاضلانہ تصنیف 'سرورِ کونین ﷺ کی فصاحت' پیش نظر ہے جو مئی ۱۹۸۵ء میں مدینہ پبلشنگ کمپنی کی طرف سے شائع کی گئی۔ یہ کتاب متعدد ظاہری ومعنوی خوبیوں سے مزین ہے اور اس موضوع پر صاحبِ کتاب کے وقیع و دقیق مطالعہ پر دلالت کرتی ہے۔ بایں ہمہ کتاب کے پہلے پونے دوسو صفحات عرب قبائل کی لسانی خصوصیات کے پس منظر میں اعجازِ قرآن کی خاصی طویل بحث پر مشتمل ہیں حالانکہ کتاب کا عنوان 'سرورِکونین کی فصاحت' ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اصل کتاب صفحہ ۲۰۳ پر 'حدیث شریف کا اُسلوبِ بیان اور اس کی فصاحت و بلاغت' کے عنوان سے شروع ہوتی ہے۔[۴۴] ڈاکٹر صاحب نے سیرتِ نبوی پر آٹھ عربی کتب کے نام مع مؤلفین لکھے ہیں جو خطباتِ نبوی کے موضوع پر ہیں۔[۴۵]

'خطباتِ نبوی ﷺ' کے موضوع پر معاصرانہ تالیفات میں مولانا ایم. جی محمد عبیدالاکبر کی تالیف The Orations of Muhammad اس لحاظ سے اہمیت رکھتی ہے کہ اس کا

---

[۴۲] ایضاً، ص ۱۴۹، ۱۷۷ [۴۳] ایضاً، ص ۱۲۶

[۴۴] ایضاً، ص ۱۲۷ [۴۵] ایضاً، ص ۱۲۷، ۱۲۸

www.KitaboSunnat.com

مسودہ ۱۹۴۴ء میں کلکتہ یونیورسٹی کی ایم اے کی ڈگری کے لیے تحقیقی مقالے کے طور پر پروفیسر ڈاکٹر ایم زیڈ صدیقی کی نگرانی میں تیار کیا گیا تھا جو اس یونیورسٹی میں عربی، فارسی، اردو کے شعبے کے صدر تھے۔ کتاب کے انگریزی مقدمے میں جو ۱۹ صفحات پر مشتمل ہے، خطبات کی نوعیت پر مؤثر و مفید بحث کی گئی ہے۔ ڈاکٹر زمان صاحب ہر مناسب موقع پر تربیت واصلاح کا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے، یہاں بھی ان کا خوبصورت ناصحانہ انداز ملاحظہ فرمائیے:

لیکن افسوس یہ ہے کہ اس تحقیقی کام میں بھی منتخب متون کے مصادر کا حوالہ بالالتزام نہیں دیا گیا۔[۲۶]

۱۳۴۳ھ/۱۹۲۴ء میں مولوی محمد عبداللہ خان صاحب، سابق پروفیسر مہندر کالج پٹیالہ نے 'خطباتِ نبوی ﷺ' کے عنوان سے اپنی تالیف دائرۃ المعارف لاہور سے شائع کی۔ ابتدائی ۳۰ صفحات میں تبلیغ اسلام کے آغاز تک سیرت پاک کا مختصر خاکہ پیش کیا گیا ہے۔اس کے بعد کل ۳۴ خطبات عربی متن اور اُردو ترجمے کے ساتھ دیے گئے ہیں۔ کہیں کہیں ترجمے کے ساتھ توضیحی اشارات بھی دے دیے گئے ہیں مگر اس تالیف کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ ایک خطبے کے اختتام اور دوسرے خطبے کے آغاز کے درمیان واقعاتی ربط بھی قائم کر دیا گیا ہے مثلاً دوسرے خطبے کے اختتام (صفحہ ۳۲) اور تیسرے خطبے کے آغاز (صفحہ ۴۱) کے درمیان ۸ صفحات پر ان دو خطبوں کے درمیانی عرصے میں رونما ہونے والے واقعات کا خلاصہ ہے۔[۲۷]

سید نصیر الاجتہادی کی ایک کتاب نهج الفصاحة کے نام سے مطبوع ہے جو ۴۹۳ صفحات پر مشتمل ہے جس میں رسولِ کریم ﷺ کے مکاتیب، مکالمات، مناظرے، فیصلے، اقوال اور دعائیں بھی شامل ہیں۔ تمام ارشادات کے عربی متن کے ساتھ شگفتہ اُردو ترجمہ دیا گیا ہے۔[۲۸]

اسی طرح پروفیسر امتیاز احمد سعید مرحوم کی تالیف 'خطباتِ رسول ﷺ' ۱۹۸۱ء میں مطبوعاتِ حرمت راولپنڈی کے زیرِ اہتمام شائع ہوئی جس میں رسولِ کریم ﷺ کے ارشادات سے ۶۲ اقتباسات کا صرف اُردو ترجمہ پیش کیا گیا ہے۔ ہر اقتباس سے پہلے چند سطروں میں اس خطبے کا موقع و محل بیان کر دیا گیا ہے۔ کتاب کے آخر میں ۲۱ مصادر کی ایک فہرست شامل ہے اور ہر اقتباس کے بعد ماخذ کا حوالہ بھی دے دیا گیا ہے۔[۲۹]

---

[۲۶] ایضاً، ص ۱۲۹ [۲۷] ایضاً
[۲۸] ایضاً [۲۹] ایضاً، ص ۱۲۸، ۱۳۰

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر محمد میاں صدیقی کی کتاب میں جو خطباتِ نبویؐ جمع کیے ہیں، انہیں حدیث و سیرت کی مختلف کتابوں سے اَخذ کیا گیا ہے۔ خطبے کا متن نقل کرنے کے بعد اس کا ترجمہ دیا ہے، اس کے بعد تشریح۔ صرف خطبے کے اہم حصوں ہی کی نہیں دی گئی بلکہ اس بات کی بھی وضاحت ہے کہ اس خطبے کا پس منظر کیا تھا۔ آخر میں مآخذِ و مصادر کی نشاندہی بھی کر دی ہے۔

خطبات کے متون و ترجمے سے پہلے ۳۴ صفحات پر مشتمل سیرتِ طاہرہ کا ایک مختصر جائزہ ہے۔ ظاہر ہے کہ اس اختصار میں سوانحی تشنگی کا باقی رہ جانا ایک بدیہی امر ہے۔ بالخصوص ہجرت کے بعد مدینہ میں پیش آنے والے واقعات کا ذکر نہ ہونے کے برابر ہے۔ مگر اس تعارفی حصے کا اصل مقصد یہ ہے کہ قاری کے ذہن کو فرموداتِ محمد ﷺ کی روح تک پہنچنے اور ان کی حکمت اور قدر و قیمت کے صحیح ادراک کے لیے تیار کیا جائے۔ گویا صیغہ اعلام کی معاصرانہ زبان میں یہ ایک طرح کا curtain-raiser ہے، جو خطباتِ رسول ﷺ سے پہلے اس مفہوم میں اپنا مقصد خاطر خواہ کامیابی سے پورا کرتا ہے۔ اس کا ترجمہ صحت اور شگفتگی سے کیا گیا ہے اور اس میں عالمانہ تشریحات بھی ہیں۔ (۳۰)

ایک اور قابل ذکر کتاب ابو القاسم پایندہ کی تالیف نهج الفصاحة ہے۔ آغاز میں نبی کریم ﷺ کی فصاحت و بلاغت پر ۱۵۰ سے زائد صفحات کا خاصا مبسوط مقدمہ ہے، جناب رسالت مآب ﷺ کے ارشادات عربی متن اور فارسی ترجمے کے ساتھ دیے گئے ہیں۔ پہلا حصّہ 'مجموعہ کلماتِ قصار' (مختصر ارشادات کا مجموعہ) ہے۔ مکمل کتاب ۶۴۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ (۳۱)

شیخ موسیٰ بن عبداللہ زنجانی (۱۳۴۱ھ) کی تالیف مدينة البلاغة کے عنوان کے تحت شائع ہوئی جو کہ ۵۶۳ صفحات پر مشتمل ہے۔ مؤلف شیعی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں، تاہم معروف شیعی مصادر کے علاوہ سنّی مآخذ سے بھی استفادہ کیا ہے۔ قسم اوّل میں ۳۶ خطباتِ نبوی بترتیب سنواتِ نبوت جمع کیے گئے ہیں۔ (۳۲)

ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں:

''یہاں ایک اور مجموعہ خطبات کا ذکر بھی ضروری ہے، کیونکہ کئی ذی علم اصحاب اسے انتہائی جامع مجموعہ قرار دیتے ہیں۔ وہ مولانا محمد محدث جونا گڑھی (۱۸۹۰ء-۱۹۴۱ء) کی تالیف 'خطباتِ محمدی' ہے۔ پیش نظر نسخہ مکتبہ قدوسیہ لاہور کی طرف سے جون ۱۹۹۲ء میں شائع

(۳۰) ایضاً ص ۱۳۰، ۱۳۱ (۳۱) ایضاً ص ۱۳۲، ۱۳۳ (۳۲) ایضاً ص ۱۳۳

www.KitaboSunnat.com

ہوا۔ سرورق کی تحریر کے مطابق خطباتِ نبویؐ کا یہ 'مستند ترین مجموعہ' پانچ حصوں پر مشتمل ہے اور 'اردو زبان میں اپنی نوعیت کی واحد کتاب' ہے، جس میں کائنات کے خطیبِ اعظم حضرت محمد ﷺ کے تقریباً ایک ہزار خطبات کی بہترین ترجمانی وتشریح کی گئی ہے۔'' (۳۳)

جلد اوّل میں رسول اللہ ﷺ کے ۱۸۳ خطبات ۶۵ صحابہ کرامؓ کی روایات اور حدیث کی ۵۰ مستند کتابوں سے لیے گئے ہیں، جلد دوم میں ۲۶۵ خطبات ۸۰ صحابہ کرامؓ کی روایات اور حدیث وتفسیر کی پچاس مستند کتابوں سے لیے گئے ہیں، جلد سوم میں دوسوبیس خطبات ۷۵ صحابہ کرامؓ کی روایات اور حدیث وتفسیر کی چالیس مستند کتابوں سے لیے گئے ہیں۔ جلد چہارم میں ایک سو نواسی خطبات ۷۲ صحابہ کرامؓ کی روایات اور حدیث وتفسیر کی ۶۰ مستند کتابوں سے لیے گئے ہیں جبکہ جلد پنجم میں ایک سو چالیس خطبات، ۶۰ صحابہ کرامؓ کی روایات اور حدیث وتفسیر کی ۳۵ مستند کتابوں سے نقل کر کے عربی متن اور سلیس اردو ترجمہ کے ساتھ دو کالمی شکل میں پیش کیے گئے ہیں۔ اصل کتاب 'خطباتِ محمدی' مؤلف مولانا محمد جوناگڑھی پر تبصرہ ص ۱۳۵ تا ۱۳۹ تک کیا۔ (۳۴)

خطبات کا ایک مختصر مجموعہ نقوش کے رسول نمبر کی جلد ہشتم میں ۱۰۰ اصفحات پر مشتمل ہے جس کو ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے مرتب کیا ہے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے کل ۶۹ خطبات ہیں۔ ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں:

''خطباتِ رسول ﷺ کا یہ مجموعہ اس قبیل کی مؤلفات میں اختصار کے باوجود قابل ذکر مقام کا حامل ہے۔'' (۳۵)

ایک اہم کام مولانا محمد ادریس کی 'خطبات النبی ﷺ' (قرآن محل، کراچی) اور احمد زکی صفوت کی جمهرة خطب العرب جز اوّل، عصر جاہلی اور صدرِ اسلام پر مشتمل آنحضرت ﷺ کے ۱۴ خطبات ہیں۔ ہر خطبہ کے آخر میں مصادر ہیں۔ (۳۶)

'سیرت نگاری؛ قرآنِ کریم کی روشنی میں' کے عنوان کے تحت ایک مقالہ پر بریگیڈیئر گلزار احمد مرحوم کی تصنیف 'ثنائے خواجہ ﷺ' کا ذکر ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی قرآنِ مجید کی

(۳۳) ایضاً، ص ۱۳۵ (۳۴) ایضاً (۳۵) ایضاً، ص ۱۳۹ (۳۶) ایضاً

www.KitaboSunnat.com

عملی تفسیر تھی۔ حضرت عائشہؓ کا ارشاد: فإن خلق نبي الله ﷺ كان القرآن (رسول اللہ ﷺ کا اخلاق عین قرآن تھا) اس موضوع پر اعجاز و بلاغت کا شاہ کار قرار دیا ہے۔ (۳۷)

ڈاکٹر صاحب قرآنِ مجید کی رو سے سیرتِ نبوی ﷺ کو مرتب کرنا دشوار قرار دیتے ہیں۔ (۳۸) اس لحاظ سے بعض دیگر کئی کتب کا ذکر فرمایا: سید محمد رضوان اللہ اور انتظام اللہ شہابی کی سیرت الرسول ﷺ من القرآن کا بھی ذکر کیا۔ یہ نسخہ دائرۃ المعارف القرآنیہ، کراچی ۱۹۶۳ء، میں شائع ہوا جس کے ۴۵۴ صفحات ہیں۔ مؤلفین کے مطابق اس انداز سے کسی نے سیرت نہیں لکھی۔ (۳۹) لیکن اس دعویٰ کے باوجود اس کتاب کی ترتیب میں بھی تاریخ اور سیرت کے مآخذ سے ہی استفادہ کیا گیا ہے۔ اگرچہ حسبِ موقع قرآنی آیات سے استشہاد کیا گیا ہے۔ (۴۰)

غلام احمد پرویز (۱۹۰۳ء-۱۹۸۵ء) کی کتاب 'معراجِ انسانیت' یعنی قرآنِ کریم کی روشنی میں مرتب کردہ نبی اکرم ﷺ کی سیرتِ طیبہ (ادارہ طلوع اسلام، لاہور ۱۹۶۸ء، طبع دوم) ۴۶۱ صفحات پر مشتمل ہے۔ (۴۱) ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں:

> کتاب کی تدوین میں احادیث وسیرت کو نظر انداز کرنے کا نتیجہ یہ ہے کہ واقعہ اِفک سے مضحکہ خیز نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں جہاں واقعہ بیان کیا گیا ہے اور وہاں حضرت عائشہؓ کا نام مذکور نہیں، لہٰذا اس واقعہ کو ان سے منسوب کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ (۴۲)

پرویز صاحب معروف منکرِ حدیث ہیں، اس لیے ڈاکٹر صاحب نے اس کے بارے میں اشارہ کر دیا۔

سید ابوالخیر کشفی کی کتاب 'حیات محمدیؐ: قرآنِ حکیم کے آئینے میں' دادا بھائی فاؤنڈیشن کراچی، ۱۹۹۰ء سے شائع ہوئی جو ۳۱۹ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں بھی آیات کے ساتھ احادیث اور کتب سیرت سے استفادہ کیا گیا ہے۔ (۴۳)

عبدالعزیز عرفی کی کتاب 'جمالِ مصطفیٰ ﷺ' سیرتِ نبی اکرم ﷺ قرآن کی روشنی میں بہ ترتیبِ نزولی ہے۔ (۴۴)

---

(۳۷) ایضاً، ص ۱۴۱ (۳۸) ایضاً، ص ۱۴۳ (۳۹) ایضاً، ص ۱۴۵ (۴۰) ایضاً
(۴۱) ایضاً (۴۲) ایضاً (۴۳) ایضاً، ص ۱۴۵، ۱۴۶ (۴۴) ایضاً، ص ۱۴۷

www.KitaboSunnat.com

بعض دیگر کتب میں محمد عزہ دروزہ کی کتاب 'سیرت النبی ﷺ' ہے۔ اس میں سیرت کی بعض تصاویر کے خدوخال قرآن کی روشنی میں واضح کیے گئے ہیں۔ اُنہوں نے بھی آیات کے ساتھ تاریخ وسیرت سے استفادہ کیا ہے۔ (۴۵)

حسن کامل ملطاوی کی کتاب رسول الله ﷺ في القرآن الكريم دائرة المعارف سے دوسری مرتبہ ۱۹۷۹ء میں شائع ہوئی۔ یہ کتاب بھی مکمل سیرت نبوی ﷺ نہیں ہے۔ بلکہ بعض موضوعات اور مسائل پر قرآن کی روشنی میں تبصرہ ہے۔ (۴۶)

محمد شریف قاضی کی تالیف 'اُسوۂ حسنہ؛ قرآن کی روشنی میں' مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور کی طرف سے ۱۴۰۱ھ میں شائع ہوئی۔ (۴۷)

مولانا عبدالماجد دریابادیؒ کی 'سیرتِ رسول؛ قرآن کی روشنی میں' اس موضوع پر پڑھی گئی ہے جو اس عنوان پر کمالِ حسن ولطافت کے ساتھ پوری اُترتی ہے۔ (۴۸)

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان کی کتاب 'ہمہ قرآن در شانِ محمد ﷺ' کا عنوان دراصل مولانا عبدالرحمٰن جامی کے ارشاد 'ہمہ قرآن درشانِ محمدؐ' سے ماخوذ ہے۔ (۴۹) ساری کتاب میں قرآن کا خلاصہ ہے۔ سیرت سے اس کا تعلق کم ہی ہے۔ (۵۰)

ڈاکٹر صاحب آخر میں فرماتے ہیں:

> اس مختصر جائزہ کا ایک اہم مقصد یہ بھی تھا کہ ان مشکلات کا اندازہ ہوجائے جو قرآنِ کریم کی روشنی میں سیرت النبی ﷺ پر قلم اُٹھانے والے کو درپیش ہوتی ہیں اور صرف قرآنِ کریم کے متن سے سیرت کی مکمل کتاب کی تالیف کہاں تک ممکن ہے۔ اس بحث کے پیش منظر میں محترم بریگیڈئیر گلزار احمد کا کاوش بعنوان 'ثنائے خواجہ' کا بہتر اور زیادہ قرین انصاف محاکمہ ممکن ہوگا۔'' (۵۱)

بریگیڈیر صاحب کی کتاب 'غزواتِ رسول اللہ ﷺ' پر بھی تبصرہ ہے۔ (۵۲) ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں:

---

(۴۵) ایضاً، ص ۱۴۹ (۴۶) ایضاً، ص ۱۴۸ (۴۷) ایضاً، ص ۱۴۹

(۴۸) ایضاً، ص ۱۴۹ (۴۹) ایضاً، ص ۱۵۰ (۵۰) ایضاً، ص ۱۵۰

(۵۱) ایضاً، ص ۱۵۱ (۵۲) ایضاً، ص ۱۵۲، ۱۵۳

www.KitaboSunnat.com

جنگی حکمت کے تناظر میں اُنہوں نے حضور ﷺ کے قائدانہ کارناموں پر جس منفرد انداز میں نئی روشنی ڈالی ہے، وہ انہیں کا حصہ ہے۔(۵۳)

عزیز ملک کی کتاب 'تذکارِ نبی ﷺ' کی تعارفی تقریب میں یہ ایک مختصر، لیکن جامع مقالہ پڑھا گیا۔ مصنف عزیز ملک نے 'تذکارِ نبی ﷺ' میں قرآن کی آیت کی روشنی میں سیرت النبی ﷺ لکھنے کو ایک نیا موضوع قرار دیا ہے۔(۵۴) ڈاکٹر صاحب نے لکھا:

''مؤلف کی مراد یہ تھی کہ قرآنی آیات کی روشنی میں سیرتِ طاہرہ کی تدوین ایک نئی کوشش ہوگی تو یہ خیال درست نہیں تھا۔''(۵۵)

اس موضوع پر بہت سی کتب لکھی گئی۔ ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں کہ

''نہ ہی یہ راستہ کوئی آسان اور سہل تھا۔''(۵۶)

مثلاً 'ولادت باسعادت' کے عنوان سے آیت ﴿قَدْ جَآءَ كُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتَابٌ مُّبِيْنٌ﴾ کا عنوان ہے مگر سارا مواد انہیں معروف روایات سے ماخوذ ہے جن پر سیرت کا ہر مؤلف تکیہ کرتا ہے۔(۵۷)

تذکارِ نبی ﷺ کا تبصرہ لکھنے سے پہلے کہا ہے کہ

''اس جائزے میں مخلصانہ تنقیدی ملاحظات بھی ملیں گے اور تعریف کے سچے کلمات بھی۔ مصنف کی خدمت میں خصوصی اور قارئین کی خدمت میں عمومی درخواست ہے کہ تنقید کو تنقیص پر اور تعریف کو تقریظ پر محمول نہ فرمائیں۔ ان گزارشات میں زبان و بیان کا، فہم و شعور کا قصور ہوسکتا ہے، نیت کا فتور بفضلہٖ سبحانہ ہرگز نہیں۔''(۵۸)

ان جملوں میں اخلاص جھلکتا نظر آتا ہے۔ جائزہ میں ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں:

یوں لگتا ہے کہیں کہیں فاضل مصنف کو عربی متون کے صحیح فہم میں تسامح ہوا ہے۔ کتاب کھولتے ہی جو چیز ایک محتاط قاری کو فی الفور کھٹکے گی، وہ قرآنِ مجید کی اس آیت کریمہ (۲۹:۴۵) کا اُردو ترجمہ ہے جو سرورق کی زینت ہے۔ ﴿هٰذا كتابُنا ينطِقُ عليكم بالحق﴾ کا ترجمہ ''اے حبیب ﷺ! ہماری یہ کتاب آپ کے بارے میں حق کے ساتھ بولتی ہے۔'' ہرگز درست نہیں ہے۔ اوّل تو علیکم کا ترجمہ اس متن کے اندر'' آپ کے بارے میں'' درست

(۵۳) ایضاً، ص ۱۵۳ (۵۴) ایضاً، ص ۱۵۶ (۵۵) ایضاً
(۵۶) ایضاً (۵۷) ایضاً (۵۸) ایضاً، ص ۱۵۷

www.KitaboSunnat.com

نہیں بلکہ ''تمہارے مقابلہ'' میں صحیح ہے۔ ایسا مقصود ہوتا تو عربی زبان کے محاورہ کا تقاضا تھا کہ علیکم کی بجائے فیکم استعمال ہوتا۔ مگر ستم یہ ہے کہ قرآنی سیاق وسباق میں اس آیت کے مخاطب جناب رسول امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہیں ہی نہیں بلکہ وہ گنہگار ہیں جنہیں یومِ حساب میں ان کے نامۂ اعمال کی طرف بلایا جارہا ہے۔ سورۃ الجاثیہ کی آیت نمبر ۲۸، ۲۹ کا ترجمہ مولانا اشرف علی تھانویؒ کے الفاظ میں ملاحظہ کیجئے:

''اور (اس روز) آپ ہر فرقہ کو دیکھیں گے کہ (مارے خوف کے) زانو کے بل گر پڑیں گے۔ ہر فرقہ اپنے (نامۂ اعمال) کے حساب کی طرف بلایا جائے گا۔ آج تم کو تمہارے کیے کا بدلہ ملے گا۔ کہا جائے گا کہ یہ (نامۂ اعمال) ہمارا دفتر ہے جو تمہارے مقابلہ میں ٹھیک ٹھیک بول رہا ہے۔ اور ہم دنیا میں تمہارے اعمال کو لکھواتے جاتے تھے۔''(۵۹)

عربی الفاظ کلمات کی اور غلطیوں کی بھی نشان دہی فرمائی۔ قرآنِ مجید کے غلط کی اصلاح فرمائی ہے۔(۶۰) بعض خامیوں کی خوبصورت انداز میں نشاندہی کر کے لکھتے ہیں:

''اس گفتگو کا حسن ختام کتاب کے محاسن پر ایک طائرانہ نظر سے ہو، یہی انصاف اور معروضیت کا تقاضا ہے۔ سب سے پہلی بات یہ کہ فاضل مصنف نے ۲۴۰ صفحات کی مختصر کتاب میں سیرت طاہرہ کے بارے میں چھوٹی چھوٹی فصلیں باندھ کر کلیدی معلومات جس حسن کے ساتھ جمع کر دی ہیں، وہ انہیں کا حصہ ہے۔''(۶۱)

کتاب کا آخری حصہ 'اُردو سیرت پر چند حالیہ تصنیفات' کے عنوان سے ہے۔ اس میں تین ذیلی عنوانات 'نقوش، رسول نمبر'، 'الامین' اور 'ازواجِ مطہرات اور مستشرقین' پر تبصرہ اور تنقیدی جائزہ شامل ہے۔ یہ تینوں کتب سیرت لٹریچر میں ایک خاص درجہ اور مقام کی حامل ہیں۔ نقوش 'رسول نمبر' کو محمد طفیل نے مرتب کیا ہے۔ فاضل مصنف اس حوالہ سے لکھتے ہیں

قرین انصاف ہوگا، اگر تنقیدی جائزے کی ابتداء مدوّن (ایڈیٹر) کے اس باہمت کارنامے کے محاسن سے کی جائے۔ معلومات کی وسعت وجامعیت اور عنوانات کے تنوع (Diversity) کے ساتھ انتخاب کی خوبی داد کی مستحق ہے۔ اکثر مقالات مستند ہیں اور مشاہیر کے قلم سے ہیں۔''(۶۲)

مصنف نے اس حصہ میں 'نقوش' پر بے لاگ تبصرہ کیا ہے۔ جہاں اس کے محاسن کے معترف ہیں، وہاں اس میں پائی اور محسوس کی جانے والی بعض خامیوں اور مباحث کی عدم

(۵۹) ایضاً ص ۱۵۸ (۶۰) ایضاً ص ۱۵۹، ۱۶۰ (۶۱) ایضاً ص ۱۶۱ (۶۲) ایضاً ص ۱۶۷

www.KitaboSunnat.com

شمولیت کی نشان دہی کی ہے۔ مثلاً ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کی مشہور کتاب 'محمد رسول اللہ' کے متعلق لکھتے ہیں:

''مترجم نذیر حق صاحب ہیں مگر افسوس ہے کہ ترجمے میں اصل پر کسی مفید اضافے کی بجائے Fore word حرفِ تقدیم اور انڈکس خارج کر دیئے گئے ہیں جس سے ترجمے کی افادیت خاصی کم ہوگئی ہے۔ (۶۳)

مزید لکھتے ہیں کہ رسول نمبر دوسری جلد میں سید سلمان ندویؒ کی 'سیرۃ النبی' کی جلد ہفتم شامل ہے، مگر اس کتاب کے پہلے ۶۶ صفحات موجود نہیں ہیں۔ (۶۴)

اسی طرح اس حصہ میں چند ادارتی خامیوں کی نشان دہی کی ہے۔ لکھتے ہیں:

ادارتی لحاظ سے میرے نزدیک اس سلسلہ کی اہم خامی یہ ہے کہ مختلف جلدوں میں شامل مقالات کے بارے کہیں یہ وضاحت موجود نہیں کہ وہ اوّلاً کب اور کہاں طبع ہوئے؟ مصادر میں حوالہ جات بھی موجود نہیں۔ (۶۵)

ایک اہم بات جس کی نشاندہی ضروری ہے اور مصنف نے بھی اس کا اظہار بھر پور انداز میں کیا ہے کہ

''پورے سلسلہ میں کہیں یہ ذکر یا اعتراف موجود نہیں کہ مطبوعہ مضامین مصنّفین یا ناشرین کی اجازت سے دوبارہ چھاپے گئے ہیں اور نہ یہ صراحت ہے کہ وہ خاص طور پر نقوش کے لیے لکھے گئے ہیں۔ (۶۶) یہاں پر مصنف نے چند مضامین کی فہرست بھی شامل کی ہے جو اُردو مجلّہ 'فکر ونظر' سے نقل کیے گئے ہیں۔'' (۶۷)

محترم ڈاکٹر صاحب نے ایک تجویز بھی شامل تصنیف کی ہے کہ ان دس جلدوں کا ایک مکمل اشاریہ مستقل جلد کی صورت میں شائع کر دیا جائے جس میں اسماء، اَماکن، آیاتِ قرآنی، احادیث، الٰہیات وغیرہ کی فہارس شامل کر دی جائیں۔ (۶۸)

جب مقالہ لکھا گیا تو اس وقت دس جلدیں شائع ہوچکی تھی یعنی بعد ازاں کے افسانے کا بھی مؤلف نے اس کتاب میں ذکر کردیا ہے۔ اس عنوان کے آخر میں مصنف صاحب نے 'نقوش' کے رسول نمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تیرہ جلدوں پر الگ الگ تبصرہ بھی کیا ہے، اس طرح یہ عنوان ۱۲

---

(۶۳) ایضاً ص ۱۶۸ (۶۴) ایضاً (۶۵) ایضاً ص ۱۶۹ (۶۶) ایضاً ص ۱۷۲
(۶۷) ایضاً (۶۸) ایضاً ص ۱۷۴، ۱۷۵

www.KitaboSunnat.com

صفحات پر مشتمل ہے۔(۶۹)

دوسرا جز جو محمد رفیق کی کتاب الأمین پر تبصرہ ہے۔ فاضل مصنف لکھتے ہیں:

تین جلدوں اور ۱۸۲۰ صفحات پر مشتمل اس کتاب کے مندرجات اور فہرست کا احاطہ کرنا مقصود نہیں۔ مطمع نظر یہ ہے کہ سیرت پر لکھی لا تعداد کتابوں، بالخصوص اُردو ادب کے حوالے سے اس نئے اور گراں قدر اضافہ کے مقام کا تعین کیا جائے اور دیکھا جائے کہ اس کا تعلق سیرت نگاری کی کس قبیل سے ہے۔ اور اس لحاظ سے اس کی افادیت کیا ہے۔(۷۰)

۱۳ صفحات کے اس مضمون رمقالہ میں ڈاکٹر صاحب نے جہاں اس کتاب کے محاسن اور عصری خوبیوں کا ذکر کیا ہے، وہاں اس میں موجود خامیوں اور اغلاط کی نشاندہی بھی فرمائی ہے۔(۷۱) آخر میں لکھتے ہیں کہ

''اگر مصنف ان تینوں اجزا کا جامع خلاصہ ایک جلد میں پیش کرنے پر سنجیدگی سے غور فرمائیں تو یہ نہایت مفید کاوش ہر گھر میں پہنچ سکے گی۔ اور اس ایڈیشن میں اغلاط کی تصحیح بھی کی جاسکتی ہے۔(۷۲)

اس عنوان کا تیسرا جز 'ازواجِ مطہرات اور مستشرقین' جو ظفر علی قریشی کے ایک انگریزی مقالہ کا اُردو ترجمہ ہے۔ اس سلسلہ میں فاضل مصنف رقمطراز ہیں کہ

ایک قابل غور سوال یہ ہے کہ یہودی اور مسیحی تاریخ میں تعددِ ازواج کے اثبات کا اس موضوع یعنی 'ازواج مطہرات اور مستشرقین' سے کیا براہِ راست تعلق ہے؟(۷۳)

کتاب کے محاسن کے حوالے سے ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ

''کتاب کے آخر میں ۱۳۳ حواشی و حوالہ جات ہیں جن میں تاریخ کے طالب علم کے لیے نہایت مفید قدیم و جدید مآخذ کی طرف راہ نمائی ملتی ہے۔ کتاب کا ترجمہ بالعموم با محاورہ اور موزوں ہے۔''(۷۴) اس سلسلہ میں اُنہوں نے ایک مفید مشورہ بھی لکھا ہے کہ محتاط نظر ثانی سے ترجمہ کو مزید بہتر بنانے کی گنجائش موجود ہے۔(۷۵)

نقوشِ سیرت کے آخر میں اشاریہ میں اسماء الرجال، اسماء اماکن اور اسماء کتب درج ہیں۔ اس طرح یہ کتاب اپنی افادیت اور اہمیت کے اعتبار سے ایک عمدہ کاوش ہے اور مصنف جناب ڈاکٹر صاحب اس سیرتی ادب میں اس مختصر مگر ٹھوس علمی کاوش پر مبارک باد کے مستحق ہیں۔

---

(۶۹) ایضاً، ۱۷۹، ۱۹۰ (۷۰) ایضاً ص ۱۹۴ (۷۱) ایضاً ص ۲۰۳

(۷۲) ایضاً ص ۲۰۴ (۷۳) ایضاً ص ۲۰۸ (۷۴) ایضاً ص ۲۱۳ (۷۵) ایضاً ص ۲۱۳، ۲۱۴

www.KitaboSunnat.com